نسب رسالت مآب بزبانِ رسالت مآب ﷺ

عرفان خالد ڈِھلّوں *
محمد طاہر مصطفیٰ **

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تخلیق فرمایا۔ اس نفس واحدہ میں سے آپ علیہ السلام کی زوجہ محترمہ کو تخلیق کیا(۱)۔ پھر ان دونوں سے تمام مرد اور عورتیں پیدا کیں اور انہیں قبیلوں اور گروہوں میں بنا دیا۔ قرآن اس کا ایک مقصد یہ بیان کرتا ہے: لِتَعَارَفُوْا(۲) یعنی تا کہ تم ایک دوسرے کو رشتہ داری اور نسب کے ساتھ پہچان سکو اور یہ کہہ سکو کہ فلاں بن فلاں ہے اور فلاں بن فلاں ہے۔(۳)۔ علمائے لغت نے بھی نسب کی تعریف یہ کی ہے: و النَّسَبُ: القرابة، هو فی الآباء خاصة،...... و هو ان تذکر الرجل فتقول: هو فلان بن فلان، او تنسبه الی قبیلة او بلد او صناعة(۴)۔ نسب قریبی تعلق کو کہتے ہیں اور یہ تعلق صرف آباء میں ہے......نسب یہ ہے کہ اگر تم کسی آدمی کا تذکرہ یوں کرو: وہ فلاں بن فلاں ہے، یا اسے کسی قبیلہ یا شہر یا صنعت کے ساتھ نسبت دو۔ قرآن مجید نے نسب کا مقصد بیان کرنے کے ساتھ س یہ تنبیہ بھی کر دی ہے کہ نسب وقرابت کے تعلقات کو خراب مت کرو۔ فرمانِ الٰہی ہے: وَاتَّقُوْا اللّٰهَ الَّذِی تَسَآلُوْنَ بِهِ وَالْاَرْحَامَ(۵) اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے اپنے حق مانگتے ہو اور رشتہ وقرابت کے تعلقات کو بگاڑنے سے پرہیز کرو۔ یہ آیت اس امر کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ نسب کا جاننا ضروری ہے، کیونکہ اس ہی سے ان قرابت داروں کا پتہ چلتا ہے جن سے تعلق جوڑنے کا حکم دیا گیا ہے(۶)۔ ایک فرمانِ نبوی میں بھی اپنا نسب جاننے پر زور دیا گیا ہے۔ علاء بن خارجۃ مدنیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **تَعَلَّمُوْا مِنْ اَنْسَابِكُمْ مَا تَصِلُوْنَ بِهِ اَرْحَامَكُمْ**(۷) یعنی اپنے انساب کا علم سیکھو جس سے تم اپنی رشتہ داریوں کے تعلقات قائم رکھتے ہو۔

نسب کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ اس میں جھوٹ کہنا سب سے بڑا بہتان ہے۔ حضرت واثلہ بن اسقعؓ سے روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **اِنَّ مِنْ اَعْظَمِ الْفِرَی اَنْ يَدَّعِيَ الرَّجُلُ اِلَی غَيْرِ اَبِيْهِ**(۸) بیشک سب سے بڑا بہتان یہ ہے کہ کوئی شخص خود کو اپنے باپ کے علاوہ کسی اور

* ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور، پاکستان۔
** اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامی فکر وتہذیب، یونیورسٹی آف مینجمنٹ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور، پاکستان۔

شخص کی طرف منسوب کرے۔نسب میں جھوٹ بولنا صرف بہتان ہی نہیں بلکہ کفر ہے۔حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا تَرْغَبُوْا عَنْ آبَائِکُمْ فَمَنْ رغب عن ابیه فهو کفر (۹) یعنی اپنے آباء سے نسبت کا انکار مت کرو، جس نے اپنے باپ سے نسبت کا انکار کیا اس نے کفر کیا۔

سب سے اعلیٰ و ارفع نسب سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔علمائے اسلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب جاننا فرض قرار دیا ہے۔امام ابن حزمؒ (م۴۵۶ھ) کا یہ قول نقل کیا گیا ہے: کوئی نسب ایسا ہوتا ہے جس کا علم حاصل کرنا ہر شخص پر فرض عین ہے، کوئی فرض کفایہ اور کوئی مستحب ہے۔ یہ جاننا فرض ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ابن عبداللہ ہاشمی ہیں۔ جو شخص خیال کرتا ہے کہ آپ یہ نہیں ہیں تو اس نے کفر کیا (۱۰)۔

بدرالدین عینیؒ (م۸۵۵ھ) کے مطابق: ایک شخص کے لیے یہ جاننا فرض ہے کہ سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ محمد بن عبداللہ قریشی ہاشمی ہیں جو مکہ میں رہتے تھے پھر مدینہ تشریف لے آئے۔ جو شخص اس میں شک کرتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قریشی تھے یا یمانی یا تمیمی یا عجمی تھے تو وہ شخص کافر ہے، وہ اپنے دین کو نہیں جانتا، سوائے اس کے کہ اسے شدید جہالت کا عذر لاحق ہو۔ایسی صورت میں اس پر لازم ہے کہ وہ یہ علم حاصل کرے (۱۱)۔

نسب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی اہمیت کے پیش نظر مضمون ہذا نسب نبوی کے محققانہ مطالعہ کی ایک مؤدبانہ کاوش ہے۔اس مضمون میں ندرت یہ ہے کہ نسب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا مطالعہ آپ ہی کے فرمودات کی روشنی میں کیا گیا ہے۔نبوی نسب سے متعلق تمام روایات کا احاطہ اور ان کا مطالعہ جس گیرائی کا متقاضی ہے اس کا متحمل یہ مختصر مضمون نہیں ہوسکتا۔اس مضمون میں درج ذیل پہلوؤں کا مطالعہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے:

۱۔نسب نبوی میں شامل تمام اصلاب و ارحام پاکیزہ اور ہر تہمت سے بری وطاہر تھے۔۲۔نسبِ نبوی عدنان تک متفق علیہ ہے اور اس سے اوپر کے نسب میں اختلاف ہے۔۳۔ یہ بات بالاجماع ثابت ہے کہ عدنان حضرت اسماعیل بن حضرت ابراہیم علیہما السلام کی نسل سے تھے۔۴۔رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب میں شامل تمام آباء وامہات عقیدۂ توحید پر قائم تھے۔۵۔روزِ قیامت تمام انساب کے برعکس صرف نسبِ نبوی جاری رہے گا۔

مضمون کا آغاز ایک مستعار ترکیب سے کیا جاتا ہے جسے قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوریؒ (م۱۹۳۰ء) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب مبارک بیان کرتے ہوئے شروع میں استعمال کیا ہے: شَجَرَةٌ طَيِّبَةٌ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ لِسَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ خَاتَمِ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ (۱۲) ہمارے آقا و مولا حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا پاکیزہ شجرہ نسب جس کی جڑیں بہت مضبوط ہیں اور جس کی شاخیں آسمان تک پہنچی ہوئی ہیں۔

میں نے نکاح سے ظہور کیا ہے، فعل شنیع سے نہیں

حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب ہر لحاظ سے اور اوّل تا آخر پاکیزہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب میں شامل تمام اصلاب وارحام ہر قسم کے فعل شنیع سے منزہ ہیں۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خَرَجْتُ مِنْ نِكَاحٍ غَيْرِ سِفَاحٍ (۱۳) میں نکاح سے نکلا ہوں، سفاح یعنی زنا یا ناجائز تعلق سے نہیں نکلا ہوں۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خَرَجْتُ مِنْ لَدُنْ آدَمَ مِنْ نِكَاحٍ غَيْرِ سِفَاحٍ (۱۴) حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر مجھ تک سبھی نکاح ہی کے ذریعے پیدا ہوئے۔ میرا نسب آلائش گناہ سے پاک ہے۔ حضرت علیؓ سے مروی فرمان نبوی ہے: خَرَجْتُ مِنْ نِكَاحٍ، وَ لَمْ اَخْرُجْ مِنْ سِفَاحٍ، مِنْ لَدُنْ آدَمَ، اِلَى اَن وَلَدَنِي اَبِي وَاُمِّي، لَمْ يُصِبْنِي مِنْ سِفَاحِ الْجَاهِلِيَّةِ شَيْءٌ (۱۵) میں نے نکاح سے ظہور کیا ہے میں نے سفاح یعنی زنا یا ناجائز تعلق سے ظہور نہیں کیا۔ آدم علیہ السلام کے وقت سے اس وقت تک کہ میرے باپ اور میری ماں نے مجھے جنا ہے، سفاح جاہلیت سے کوئی شے مجھ تک نہیں پہنچی۔

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَا افْتَرَقَ النَّاسُ فِرْقَتَيْنِ إِلاَّ جَعَلَنِي اللّٰهُ فِيْ خَيْرِهِمَا، فَاَخْرَجْتُ مِنْ بَيْنِ اَبَوَى فَلَمْ يُصِبْنِي شَيْءٌ مِنْ عَهْرِ الْجَاهِلِيَّةِ، وَ خَرَجْتُ مِنْ نِكَاحٍ وَ لَمْ اَخْرُجْ مِنْ سِفَاحٍ مِنْ لَدُنْ آدَمَ، حَتّٰى انْتَهَيْتُ اِلَى اَبِي وَ اُمِّي فَاَنَا خَيْرُكُمْ نَفْسًا وَّ خَيْرُكُمْ اَبًا (۱۶) نسل انسانی جب بھی دوحصوں میں تقسیم ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے بہترین حصہ میں رکھا۔ اپنے والدین کریمین کے ہاں جب میں پیدا ہوا تو میرا دامن جاہلیت کی غلیظ آلائشوں سے یکسر پاک تھا۔ میں نکاح کے ذریعے منتقل ہوتا آیا ہوں۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر میرے والدین کریمین تک کہیں بھی بدکاری نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ پس اپنی ذات اور آباء واجداد کی عظمت کے لحاظ سے میں تم سب سے بہتر ہوں۔

حضرت انسؓ سے ایک اور روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ قرآن کی یہ آیت تلاوت فرمائی: لَقَدْ جَاءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ (۱۷) (بیشک تشریف لائے ہیں تمہارے پاس ایک برگزیدہ رسول تمہی میں سے) اور اَنْفُسِكُمْ کے بجائے اَنْفَسِكُمْ یعنی فاء کی زبر کے ساتھ پڑھا اور اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: اَنَا اَنْفَسِكُمْ نَسَبًا وَّ صَهْرًا وَّ حَسَبًا لَيْسَ فِيْ آبَائِي مَنْ لَدُنْ آدَمَ سَفَاحٌ كُلُّنَا نِكَاحٌ (۱۸) میں حسب ونسب کی پاکیزگی اور قرابت داری کی نفاست میں تم سب سے بڑھ کر ہوں۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر اب تک میرے آباء واجداد کا دامن عصمت بدکاری سے ہمیشہ پاک رہا ہے۔ ہم سبھی نکاح کے مقدس اور جائز طریقہ سے پیدا

ہوئے ہیں۔

اوپر درج نصوص اس امر پر قطعی دلالت کرتی ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک آپ کے تمام آباء کی تولید نکاح شرعی سے ہوئی تھی۔ زمانہ جاہلیت میں ناجائز تعلقات کی جتنی بھی اقسام مروج تھیں ان سب سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء محفوظ وسلامت تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب مبارک اصلاب اور ارحام یعنی آباء اور امہات دونوں اطراف سے نکاح جاہلیت کی تمام صورتوں سے یکسر پاک تھا۔ قرآن مجید کی آیت: وَ تَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ (۱۹) (اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گھومنا پھرنا سجدہ کرنے والوں میں) کی تفسیر میں حضرت ابن عباسؓ کا قول ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ انبیاء کرام علیہم السلام کے اصلاب میں منتقل ہوتے رہے حتیٰ کہ اپنی والدہ ماجدہ کے ہاں آپ کی ولادت مبارکہ ہوئی (۲۰)۔

محمد بن سائب کلبیؒ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ مادری میں پانچ سو ماؤں کے نام لکھے مگر ان میں سے کسی ایک کے متعلق میں نے زنا یا کوئی ایسی بات نہیں پائی جس کا جاہلیت کی رسوم سے کوئی تعلق تھا (۲۱)۔

تمام انبیاء و رسل کا یہ خاصہ ہے کہ ان مصطفیٰ ہستیوں کے نسب اور خاندان مصفّٰی ہوتے ہیں۔ محمد ادریس کاندھلویؒ رقم طراز ہیں: ''عباد مخلصین کہ جن کو حق جل شانہ نے اپنی نبوت و رسالت کے لیے منتخب فرمایا ہو اُن کا سلسلہ نسب ایسا ہی پاک اور مطہر ہوتا ہے۔ اللہ ان کو ہمیشہ اصلاب طیبین سے ارحامِ طاہرات کی طرف پاک وصاف منتقل فرماتا رہا۔ حق جل وعلا نے جس کو اپنا مصطفیٰ اور مجتبیٰ بنایا اس کے مصطفیٰ بنانے سے پہلے اس کے نسب کو ضرور مصطفیٰ اور مجتبیٰ، مہذب اور مصفّٰی بنایا۔ مصطفین الاخیار۔ خدا کے برگزیدہ اور پسندیدہ بندوں کا جس چیز سے جس حد تک تعلق ہوتا ہے اسی حد تک اس میں اصطفاء اور اجتباء، برگزیدگی اور پسندیدگی سرایت کر جاتی ہے'' (۲۲)۔

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس کی اطہر ہونے کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ کی زوجات محترمات بھی ہر طرح سے طاہرات قرار دی گئی ہیں۔ حکم خداوندی ہے کہ مسلمانوں کو اس ضمن میں کوئی بات کرنے کی کوئی مجال نہیں ہے۔ اغیار کی طرف سے ایسے کسی بھی الزام کو بہتان عظیم قرار دے کر فوراً ہی رد کر دیا جائے گا۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی شان میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائی تھیں: وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ (۲۳) (اور ایسا کیوں نہ ہوا کہ تم نے جب یہ افواہ سنی تو تم نے کہہ دیا ہوتا کہ ہمیں حق نہیں پہنچتا کہ ہم اس کے متعلق گفتگو کریں۔ اے اللہ! آپ پاک ہیں۔ یہ بہت بڑا بہتان

ہے)۔ اس حوالے سے حضرت اشرس خراسانیؒ سے مرفوعاً مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَا بَغَتْ اِمْرَأۃُ نَبِیّ قَطُّ (۲۴) کسی پیغمبر کی بیوی نے کبھی زنا نہیں کیا۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے منقول اثر ہے: مَا بَغَتْ اِمْرَأۃُ نَبِیّ قَطُّ، کسی نبی کی بیوی نے کبھی زنا نہیں کیا(۲۵)۔

زوجاتِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکدامنی سے بھی نسبت نبوی کی طہارت ثابت ہوتی ہے۔ ایسا اس لیے ہے کیونکہ: ''جب پیغمبروں کی ازواج کا فاجرہ ہونا منصب نبوت کے منافی ہے تو انبیاء ورسل کی امہات اور جدات کا غیر عفیف ہونا بدرجہ اولیٰ منصب نبوت ورسالت کے منافی اور مباین ہوگا۔ اس لیے کہ مادری علاقہ علاقۂ زوجیت سے بہت زیادہ قوی ہوتا ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ پیغمبر کی تکوین وتخلیق اور اس کی تولید وتصویر ہی معاذ اللہ فسق وفجور (زنا) سے ہو۔ اسی وجہ سے حدیث میں ولدالزنا کو شرالثلاثہ فرمایا ہے، اس لیے کہ اس کا نفسِ وجود ہی معصیت اور فسق وفجور سے ظہور پذیر ہوا ہے۔ یہ قطعاً ناممکن اور محال ہے کہ خداوند ذوالجلال کا فرستادہ ابن الحلال نہ ہو'' (۲۶)۔

میں اپنی ذات اور گھرانے میں سب سے بہتر ہوں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے برحق فخر کے ساتھ اپنے خاندان اور قبیلے کا ذکر فرمایا ہے۔ آپ کی ذات اقدس تمام انسانوں سے اعلیٰ وارفع اور آپ کا خاندان اور قبیلہ تمام خاندانوں اور قبائل سے افضل واکرم ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتدائے آفرینش سے لے کر اولادِ عبدالمطلب تک اپنے خاندانی نسب کی فضیلت بیان فرمائی ہے۔

حضرت عباسؓ سے روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِی مِنْ خَیْرِھِمْ مِنْ خَیْرِ فِرَقِھِمْ وَ خَیْرِ الْفَرِیْقَیْنِ ثُمَّ تَخَیَّرَ الْقَبَائِلَ فَجَعَلَنِی مِنْ خَیْرِ قَبِیْلَۃٍ ثُمَّ تَخَیَّرَ الْبُیُوْتَ فَجَعَلَنِی مِنْ خَیْرِ بُیُوْتِھِمْ فَاَنَا خَیْرُھُمْ نَفْسًا وَ خَیْرُھُمْ بَیْتًا (۲۷) اللہ تعالیٰ نے ساری مخلوق کو پیدا کیا اور مجھے ان سارے گروہوں سے اچھے گروہ میں پیدا کیا اور دو گروہوں یعنی اولاد اسحٰق اور اولاد اسماعیل علیہما السلام کو پسند کیا۔ پھر قبیلوں کو چنا اور مجھے بہترین قبیلہ میں بنایا۔ پھر گھروں کو چنا اور مجھے سب گھروں میں سے بہترین گھر میں پیدا کیا۔ سو میں ذات میں بھی ان سب سے بہتر ہوں اور گھرانے میں بھی ان سب سے بہتر ہوں۔

مطلب بن ابی وَداعہؓ سے مروی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا: اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِی فِیْ خَیْرِھِمْ ثُمَّ جَعَلَھُمْ فِرْقَتَیْنِ فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِھِمْ فِرْقَۃً ثُمَّ جَعَلَھُمْ قَبَائِلَ فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِھِمْ قَبِیْلَۃً ثُمَّ جَعَلَھُمْ بُیُوْتًا فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِھِمْ بَیْتًا وَ خَیْرِھِمْ نَفْسًا (۲۸) اللہ تعالیٰ

نے ساری مخلوق کو پیدا کیا اور ان کے بہتر لوگوں میں مجھے پیدا کیا۔ پھر ان کے دو گروہ کیے۔ مجھے ان کے بہتر گروہ میں نکالا۔ پھر ان کے کئی قبائل بنائے۔ مجھے ان کے بہتر قبیلہ میں پیدا کیا۔ پھر ان کے کئی گھر بنائے اور مجھے ان میں بہتر گھر میں پیدا کیا اور بہتر ذات میں پیدا کیا۔

حضرت واثلہ بن اسقعؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفَی مِنْ وَلَدِ اِبْرَاهِیْمَ اِسْمٰعِیْلَ وَ اصْطَفَی مِنْ وَلَدِ اِسْمٰعِیْلَ بَنِی کِنَانَةَ وَ اصْطَفَی مِنْ بَنِی کِنَانَةَ قُرَیْشًا وَ اصْطَفَی مِنْ قُرَیْشٍ بَنِی هَاشِمٍ وَ اصْطَفَانِی مِنْ بَنِی هَاشِمٍ(۲۹) اللہ تعالیٰ نے اولادِ حضرت ابراہیم علیہ السلام میں سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو چن لیا، اولادِ حضرت اسماعیل علیہ السلام میں سے بنی کنانہ کو، بنی کنانہ میں سے قریش کو، قریش میں سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم میں سے مجھے چن لیا۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خَیْرُ العَربِ مُضَر وَ خَیْر مُضَر بنو عَبد مَنَاف وَ خَیر بَنِی عَبد مَنَاف بَنُو هاشِم و خَیر بَنِی هَاشِم بَنُو عَبد الْمُطَّلب، واللّٰہِ مَا افْتَرَقَ فِرقَتَانِ مُنذُ خَلَقَ اللّٰہُ آدمَ اِلاَّ کُنْتُ فِی خَیْرِهِمَا (۳۰) عربوں میں سب سے بہتر مضر قبیلہ ہے۔ مضر میں بنو عبد مناف، بنو عبد مناف میں بنو ہاشم۔ بنو ہاشم میں بنو عبد المطلب کو بلند مقام حاصل ہے۔ اللہ کی قسم! آفرینش آدم علیہ السلام سے لے کر اب تک جب بھی دو گھرانے بنے، میں ان میں سے بہتر میں رہا۔

اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق انسانی کے تمام گروہوں میں سے بہترین گروہ، پھر اس بہترین گروہ کے تمام قبیلوں میں سے بہترین قبیلہ، پھر اس بہترین قبیلہ کے تمام خاندانوں اور گھرانوں میں سے بہترین خاندان اور گھرانے میں بہترین ذات کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت وظہور پر نور ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ تمام ذاتوں سے اعلیٰ وارفع، آپ کا گھرانہ اور خاندان تمام گھرانوں اور خاندانوں سے اعلیٰ وارفع، آپ کا قبیلہ تمام قبیلوں سے اعلیٰ وارفع اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء واجداد کا گروہ تمام گروہِ انسانی سے اعلیٰ وارفع ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عالی نسب ہونے کا اعتراف دشمن بھی کیا کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ ان سے حضرت ابوسفیانؓ نے بیان کیا کہ زمانہ جاہلیت میں جب وہ قیصر روم سے ملے تھے تو اس نے مجھ سے پوچھا: یہ شخص یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو تمہارے درمیان ہے اس کا نسب کیسا ہے؟ حضرت ابوسفیانؓ نے جواب دیا تھا: وہ ہم میں بڑے نسب والے ہیں۔ قیصر روم نے یہ بھی کہا تھا: تمام رسول اپنی قوم کے نسب میں اسی طرح بڑے درجہ میں بھیجے گئے ہیں (۳۱)۔ بزارؒ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: حسب ونسب میں کوئی

شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر نہیں ہے۔اس پر قیصر نے کہا تھا: یہ بھی رسول ہونے کی ایک علامت ہے(۳۲)۔

میں تم سب سے زیادہ خالص عرب ہوں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطہ عرب میں پیدا ہوئے تھے۔آپ نے خود کو سب سے زیادہ خالص عرب قرار دیا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء واجدا میں کسی غیر عرب خون ونسل کی آمیزش نہیں ہے۔ابن اسحٰق (م۱۵۱ھ) نے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَنَا اَعْرَبُکُمْ (۳۳) میں تم سب سے زیادہ خالص عرب ہوں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَحِبُّوا الْعَرَبَ لِثَلَاثٍ: لِأَنِّی عَرَبِیٌّ، وَالْقُرْآنَ عَرَبِیٌّ وَ کَلَامَ اَھْلِ الْجَنَّۃِ عَرَبِیٌّ (۳۴) تین باتوں کی وجہ سے عرب سے محبت کرو: میں عربی ہوں، قرآن عربی میں ہے اور اہل جنت کی زبان عربی ہوگی۔

میں قبیلہ مُضَرَ سے ہوں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اٹھارویں پشت کا ذکر فرماتے ہوئے اس سے اپنی نسبت کا اظہار کیا۔حضرت یحییٰ بن جعدہؓ سے روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ لوگوں سے ملے جو سوار تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا: مِمَّنِ الْقَوْمُ؟ تم کس قبیلے سے تعلق رکھتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا: مضری۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وَاَنَا مِنْ مُضَرَ، میں بھی قبیلہ مضر سے ہوں(۳۵)۔یحییٰ بن جابرؒ جنہوں نے بعض صحابہ کرامؓ کو پایا تھا، سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر قبیلہ بنی فُھَیْرَہ نے کہا: آپ تو ہم میں سے ہیں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ جِبرِیْلَ لَیُخْبِرُنِیْ اَنِّی رَجُلٌ مِّنْ مُضَرَ (۳۶) حضرت جبریل علیہ السلام مجھے خبر دیتے ہیں کہ میں مضر کا ایک فرد ہوں۔یہ حدیث اس بات پر نص ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے نسب کی اطلاع بذریعہ وحی تھی۔

ہم النَّضْر بْنِ کِنَانَۃَ کی اولاد ہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ آپ نضر بن کنانہ کی اولاد ہیں۔امام زہریؒ (م۱۲۴ھ) کا بیان ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں قبیلہ بنی کندہ کا ایک وفد حاضر ہوا جس کے افراد یمن کی منقش چادروں کے جبّے پہنے ہوئے تھے۔ان کی جیبوں اور آستینوں کے حاشیے دیبا کے تھے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: أَلَیْسَ قَدْ اَسْلَمْتُمْ؟ کیا تم مسلمان نہیں ہو؟ وفد نے کہا: بیشک ہم مسلمان ہیں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا: فَاَلْقُوْا ھٰذَا عَنْکُمْ، پھر اس ریشمی حاشیے کو اپنے سے اتار پھینکو۔ ان لوگوں نے جبّے اتار دیئے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان لوگوں نے عرض کی: کیا آپ لوگ بنوعبدمناف ہیں بنو آ کل العرار کی اولاد میں سے ہیں، یعنی وہ اس زعم میں تھے کہ بنی ہاشم ان کے سلسلہ نسب سے منسلک ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: نَاسِبُوْا الْعَبَّاسَ وَ اَبَا سُفْیَانَ، نسب سے متعلق عباسؓ اور ابوسفیانؓ سے گفتگو کرو۔ انہوں نے کہا: ہم تو آپ کے سوا کسی اور سے یہ باتیں نہیں کریں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فَلَا، نَحْنُ بَنُو النَّضْرِ بْنِ کِنَانَۃَ لَا نَقْفُو اُمَّنَا وَ لَا نُدَّعَی لِغَیْرِ اَبِیْنَا (۳۷) نہیں بلکہ ہم فرزندانِ نضر بن کنانہ ہیں، ہم نہ اپنی ماں کو چھوڑتے ہیں اور نہ کسی غیر کو اپنا باپ بنانے والے ہیں۔

میں قریش سے ہوں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا تعلق قریش سے بیان فرمایا ہے۔ یحییٰ بن یزید سعدیؒ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَنَا مِنْ قُرَیْشٍ (۳۸) میں قریش سے ہوں۔ حضرت بریدہؓ سے روایت میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَنَا قُرَشِیٌّ (۳۹) میں قرشی ہوں۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک شخص نے بات کی۔ ڈر کے مارے اس کا گوشت پھڑک رہا تھا۔ آپ نے اس سے فرمایا: ھَوِّنْ عَلَیْکَ فَاِنَّمَا اَنَا ابْنُ اِمْرَاَۃٍ مِنْ قُرَیْشٍ کَانَتْ تَاْکُلُ الْقَدِیْدَ فِیْ ھٰذِہِ الْبُطْحَاءِ (۴۰) ڈرو مت، میں بادشاہ نہیں ہوں۔ میں تو قریش کی ایک ایسی عورت کا بیٹا ہوں جو اس وادی بطحاء میں سوکھا گوشت رسوکھی ہوئی گھاس کھاتی تھی۔

قریش کی وجہ تسمیہ پر متعدد اقوال ہیں: بنو النضر بن کنانہ کا نام قریش ہے اور اس کی اولاد قریش ہے، یہی جمہور کا قول ہے۔ یہ ایک بحری جانور کا نام ہے جو دیگر تمام بحری جانوروں کو کھا جاتا ہے۔ قریش کے معنی تفتیش کے ہیں، نضر بن کنانہ اور ان کے بیٹے لوگوں کے حالات معلوم کرکے ان کی مدد کرتے تھے، اس لیے ان کا یہ لقب ہوا۔ جب قُصَیّ بن کلاب نے تمام بنونضر بن کنانہ کو جمع کر دیا تو انہیں قریش کہا جانے لگا۔ بنونضر کو قریش اس لیے کہا گیا کہ انہوں نے غارت گری چھوڑ دی تھی۔ قُصَیّ نے حرم پر اپنا تسلط قائم کرلیا اور مفید کام کیے تو انہیں قرشی کہا جانے لگا۔ قریش نام ہے فہر بن مالک کا۔ قریش تقرش سے ہے اس کا معنی تکسب وتجارت ہے۔ قریش چونکہ تجارت کرتے تھے اس لیے انہیں قریش کہا گیا (۴۱)۔

ہم اور تم بنی عبدمناف میں سے ہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چوتھی پشت بنی عبدمناف ہے۔ حضرت نزّال بن سَبرۃؓ نے بیان کیا: رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا: اِنَّا وَ اِيَّاكُمْ كُنَّا نُدْعَى بَنِى عَبْدِ مَنَافٍ، فَاَنْتُمْ بَنُو عَبْدِ اللّٰهِ وَ نَحْنُ بَنُو عَبْدِ اللّٰهِ (۴۲) ہم اور تم بنی عبد مناف میں سے ہیں، تم بھی عبداللہ کے بیٹوں میں سے ہو اور ہم بھی عبداللہ کے بیٹوں میں سے ہیں۔

میں بنی ہاشم میں سے ہوں، اچھوں میں سے اچھا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تیسری پشت بنی ہاشم بیان فرمائی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فَاَنَا مِنْ بَنِى هَاشِمٍ مِنْ خِيَارٍ اِلَى خِيَارٍ (۴۳) پس میں بنی ہاشم میں سے ہوں، اچھوں میں سے اچھا۔

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس جبریل امین نے آ کر کہا: **قبلت مشارق الارض و مغاربها فلم اجد رجلا افضل من محمد صلى الله عليه وسلم، و قبلت مشارق الارض و مغاربها فلم اجد بنيا افضل من بنى هاشم** (۴۴) میں نے روئے زمین کے مشرق و مغرب کا چپہ چپہ چھان مارا، مگر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ افضل شخص دکھائی نہ دیا، اور میں نے روئے زمین کے مشرق و مغرب کا چپہ چپہ چھان مارا، مگر بنو ہاشم سے افضل کوئی خاندان دکھائی نہ دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ نسب کو امام بخاریؒ (م ۲۵۶ھ) نے اپنی **الجامع الصحیح** میں عدنان تک ذکر فرمایا ہے: **محمد بن عبد الله بن عبد المُطَّلِب بن هاشِم بن عبد مَنَافِ بن قُصَيّ بن كِلَابِ بن مُرَّةَ بن كَعْبِ بن لُؤَيّ بن غالِبِ بن فَهْرِ بن مَالِكِ بن النَّضْرِ بن كِنَانَةَ بن خُزَيْمَةَ بن مُدْرِكَةَ بن اِلْيَاسَ بن مُضَرَ بن نِزَارِ بن مَعَدّ بن عَدْنَانَ** (۴۵)۔

نسب نبوی میں شامل آباء و اجداد محترمین کا ذکر ذیل میں کیا جا رہا ہے:

1 ☆ **عبدُ اللّٰه**: عبداللہ بن عبدالمطلب: لقب: الذبیح۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد محترم۔ عبدالمطلب کو خواب میں حکم ہوا کہ چاہ زمزم کی کھدائی کروائیں۔ آپ کا صرف ایک بیٹا حارث تھا۔ عبدالمطلب نے نذر مانی کہ اگر ان کے دس بیٹے ہوئے اور وہ سب جوان ہو گئے تو ان میں سے ایک کو کعبہ کے پاس قربان کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو دس بیٹے عطا کیے۔ عبداللہ سب سے چھوٹے اور سب سے زیادہ لاڈلے بیٹے تھے۔ ذبح کرنے کا قرعہ عبداللہ کے نام نکلا۔ لیکن قریش آڑے آ گئے۔ پھر حجاز کی ایک عرّافہ کے فیصلہ کے مطابق عبداللہ کے بجائے ایک سو اونٹ ذبح کیے گئے۔ یوں عبدالمطلب نے اپنی نذر پوری کی (۴۶)۔

حضرت معاویہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک اعرابی نے کہا: اے دو ذبیحوں کے بیٹے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور اسے ناپسند نہیں فرمایا۔حضرت معاویہؓ سے پوچھا گیا:اے امیر المومنین! دو ذبیح کون ہیں؟ حضرت معاویہؓ نے فرمایا: حضرت اسماعیل اور عبداللہ۔(۴۷)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے والد عبداللہ کے اکلوتے بیٹے ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب میں کوئی اور بھائی بہن شریک نہیں ہے۔یوں آپ کا نسب آپ ہی کے لیے خالص ہے۔اس خصوصیت کی حکمت بیان کرتے ہوئے قسطلانیؒ (م۹۲۳ھ) لکھتے ہیں: خوب جان لیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنے والدین سے ولادت میں کوئی بھائی اور کوئی بہن آپ کی شریک نہیں ہوئی۔ یہ اس سبب سے ہے کہ آپ کے ماں اور باپ کا خالص ہونا آپ تک ہی رہے اور آپ کے والدین کا نسب آپ تک ہی رہے تاکہ اس نسب کے ساتھ آپ مختص ہوں جسے اللہ تعالیٰ نے آپ کی نبوت کے لیے غایت اور اس شرف کی تکمیل کے واسطے انتہاء ٹھہرایا ہے(۴۸)۔

2☆ **عبدُ المُطَّلِب**: عبدالمطلب بن ہاشم: نام شیبہ۔شیبہ کی وجہ تسمیہ یہ تھی کہ پیدائش کے وقت ان کے سر میں چند سفید بال تھے۔عبدالمطلب کی وجہ تسمیہ یہ تھی کہ آپ کے چچا مطلب آپ کو بچپن میں آپ کی والدہ سے لے کر یثرب سے مکہ آ گئے تھے۔لوگوں کے پوچھنے پر مطلب نے بتایا کہ یہ میرا غلام ہے۔ اس وجہ سے شیبہ کا نام عبدالمطلب ہو گیا۔مطلب نے مکہ میں شیبہ کے والد ہاشم کی املاک کی نشاندہی کر کے شیبہ کے حوالے کی(۴۹)۔ابن قتیبہؒ (م۲۷٦ھ) کے مطابق عبدالمطلب کا نام عامر تھا اور ابن اسحاقؒ (م۱۵۱ھ) وغیرہ کے قول کے مطابق نام شیبہ تھا اور یہی قول صحیح ہے(۵۰)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک محمد بھی عبدالمطلب کا تجویز کردہ تھا۔آپ اپنے قبیلے کے سردار تھے۔ عمرو بن حرث جرہمی نے زم زم کا کنواں بند کر دیا تھا۔امتدادِ زمانہ سے کسی کو یاد نہ رہا کہ کنواں کہاں ہے۔عبدالمطلب کو خواب میں کنویں کی جگہ دکھائی گئی۔آپ نے زم زم کا کنواں دریافت کر کے دوبارہ کھدوایا جس کا پانی آج بھی جاری وساری ہے۔

عبدالمطلب پہلے شخص تھے جنہوں نے ایک جان کی دیت سو اونٹ جاری کی۔پھر یہ عرب اور قریش کا قانون بن گیا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہ قانون برقرار رکھا تھا(۵۱)۔آپ زمانہ جاہلیت کی ان شخصیات میں سے تھے جو شراب کو حرام سمجھتے تھے(۵۲)۔اس سرزمین پر صرف اولادِ عبدالمطلب سے ہی ہاشمی پائے جاتے ہیں(۵۳)۔آپ نے ۱۴۰ سال عمر پائی(۵۴)۔

3☆ **هَاشِم**: ہاشم بن عبدمناف: نام عمرو، کنیت ابونضلہ۔ہاشم مشہور ہوئے اس لیے کہ مکہ میں آٹا کمیاب ہو جانے پر سب سے پہلے انہوں نے روٹیاں تڑوا کر اور شوربے میں بھگو کر انہیں اپنی قوم کو کھایا تھا(۵۵)۔اس کے بعد ہر

سال حج کے موقع پر اسی کھانے پر وہ دعوت عام دیا کرتے تھے(۵۶)۔ آپ اپنے والد عبدمناف کے بعد ہاشم قوم کے سردار مقرر ہوئے تھے(۵۷)۔

4☆ **عبد مَنَاف:** عبدمناف بن قُصَیّ۔ عبدمناف کا نام مغیرہ اور کنیت ابوعبدشمس تھی۔ حسن و جمال کی وجہ سے آپ کا لقب قمر تھا۔ ان کی والدہ حبی نے اپنے بیٹے کو مکہ کے سب سے بڑے بت مناف کے حوالے کر دیا تھا جس کی وجہ سے انہیں عبدمناف کہا جاتا تھا۔ آپ اپنی سرداری کے عہد میں قریش کو خدا ترسی و حق شناسی کی نصیحت فرمایا کرتے تھے(۵۸)۔ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کسی شاعر کے اشعار سنائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سن کر متبسم و مسرور ہوئے تھے۔ ان اشعار کا مفہوم یہ ہے: او گٹھڑی اٹھا کر جانے والے! تو عبدمناف والوں کے ہاں کیوں نہ جا اترا۔ اگر تو وہاں چلا جاتا تو وہ ناداری و تنگدستی کو دور کر دیتے۔ وہ تو امیر و غریب سے یکساں سلوک کرتے ہیں اور فقیر کو غنی بنا دیتے ہیں(۵۹)۔ عبدمناف کا خاندان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص خاندان ہے(۶۰)۔

5☆ **قُصَیّ** :قُصَی بن کلاب: نام زید اور، کنیت ابومغیرہ تھی۔ قَصِیّ کی تصغیر قُصَیِّ ہے جس کا مطلب ہے بعید، یعنی دور افتادہ۔ ایسا اس لیے کہلائے کہ وہ بچپن ہی میں اپنے خاندان اور وطن سے بہت دور رہے تھے۔ کعب بن لُؤَیّ کی اولاد میں قُصَی پہلے شخص تھے جنہیں مکہ کی سیادت و حکومت ملی اور جن کی قوم نے دل سے ان کی اطاعت کی۔ چونکہ قُصَیِّ کی مدد سے قریش کا نظام پایۂ تکمیل کو پہنچا تھا اس لیے قریش نے ان کا نام مجمع رکھا۔ وہ اپنے تمام کام قُصَی کے بغیر سرانجام نہیں دیتے تھے۔ قُصَیّ نے ایک دارالندوہ بنایا تھا جس کا دروازہ مسجد حرام کی طرف رکھا۔ قریش دارالندوہ میں اپنے تمام امور طے کیا کرتے تھے۔ قُصَیّ نے حاجیوں کی میزبانی کے مناصب سقایہ اور رفادۃ یعنی حاجیوں کو کھانے پلانے کے مناصب قائم کیے(۶۱)۔

6☆ **کِلَاب:** کلاب بن مُرّہ: نام حکیم، کنیت ابوزہرہ۔ انہوں نے کثیر تعداد میں شکاری کتے پال رکھے تھے اس لیے کلاب لقب ہو گیا تھا(۶۲)۔ یہ مشہور ہے کہ عربی مہینوں کے موجودہ نام کلاب نے تجویز کیے تھے(۶۳)۔

سہیلیؒ (م۵۸۱ھ) نے نقل کیا ہے کہ ابوالرقیش کلابی اعرابی سے کہا گیا: تم لوگ اپنے بیٹوں کے نام کلب اور ذئب جیسے رکھتے ہو اور اپنے غلاموں کے نام اچھے رکھتے ہو جیسے مرزوق اور ریاح وغیرہ، ایسا کیوں ہے؟ تو اس نے جواب دیا تھا: ہم لوگ اپنے فرزندوں کے نام اپنے دشمنوں کے واسطے اور اپنے غلاموں کے نام اپنے نفسوں کے لیے رکھتے ہیں۔ عرب لوگ یہ ارادہ کرتے ہیں کہ ہمارے فرزند ہمارے دشمنوں کے مقابلہ میں جنگ کا سامان اور ان کے سینوں میں تیر ہیں پس ان کے لیے اس واسطے یہ نام اختیار کیے ہیں(۶۴)۔ ایک روایت کے مطابق کلاب

،المکالبۃ سے مشتق ہے یعنی وہ اپنے دشمن کے لیے تنگی پیدا کر دیتے تھے (٦٥)۔

7☆ مُرَّۃ : مُرّہ بن کعب: ان کی کنیت ابویقظہ ہے۔ یہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے چھٹی پشت میں دادا لگتے ہیں(٦٦) یعنی مُرّہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیقؓ دونوں کے چھٹے دادا ہیں۔ یہاں آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب سے حضرت ابوبکر صدیقؓ کا نسب مل جاتا ہے۔

8☆ کَعْب: کعب بن لُؤَیّ: یوم جمعہ کا نام جمعہ کعب نے رکھا تھا۔ اس سے پہلے یوم جمعہ کو یوم العروبہ کہا جاتا تھا۔ جمعہ کے روز جمع ہونے کا طریقہ سب سے پہلے کعب نے جاری کیا تھا۔ کعب جمعہ کے دن لوگوں کو جمع کرتے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرتے، نصیحتیں کرتے، صلہ رحمی پر زور دیتے اور لوگوں کو کہتے کہ میری اولاد میں سے ایک نبی ہونے والے ہیں۔ اگر تم ان کا زمانہ پاؤ تو ضرور ان کی پیروی کرنا۔ وہ ایک شعر بھی پڑھتے جس کا مفہوم یہ ہے: کاش میں بھی ان کے اعلان دعوت کے وقت حاضر ہوتا جس وقت قریش ان کی نصرت و مدد نہیں کریں گے (٦٧)۔ کعب کی وفات اور بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان ۵٦۰ یا ۵۲۰ سالوں کا زمانہ ہے (٦٨)۔

O9 لُؤَیّ: لُوی بن غالب، کنیت ابوکعب۔ لوی اللای کا تصغیر ہے جس کا مطلب ہے الثور الوحشی یعنی وحشی بیل ہے۔ ایک رائے کے مطابق اللأی سے مراد البقرۃ یعنی گائے ہے (٦٩)۔ اللہ تعالیٰ نے لُؤَیّ کو حلم وحکمت کی خوبیوں سے نوازا تھا۔ آپ حکمت اور دانائی کی گفتگو کرنے والے شخص تھے۔ آپ کی باتیں ضرب المثل بن جایا کرتی تھیں (۷۰)۔

10☆ غالِب: غالب بن فِہر، کنیت ابوتمیم (۷۱)۔

11☆ فِہْر: فہر بن مالِک۔ کہا جاتا ہے کہ ان کا لقب فہر ہے اور نام قریش ہے۔ ایک رائے یہ ہے کہ نام فہر ہے اور لقب قریش ہے (۷۲)۔ ابن حزمؒ (م ۴۵٦ھ) نے لکھا ہے: فِہر ہی تمام قریش کے جد امجد ہیں۔ جو شخص فِہر کی اولاد میں سے نہیں اس کا نسب قریش سے نہیں ہے اور جو فہر کی اولاد میں سے ہے وہ قریشی ہے (۷۳)۔ آپ اپنے زمانہ میں مکہ کے رئیس تھے (۷۴)۔ حاکم یمن فوج لے کر مکہ پر حملہ آور ہوا تا کہ کعبہ کو گرا دے اور اس کا ملبہ لے کر یمن میں کعبہ تعمیر کرے۔ فہر نے مقابلہ کر کے اسے شکست دی۔ اس فتح سے فہر کی شان وشوکت کا سکہ عرب میں قائم ہو گیا تھا (۷۵)۔

12☆ مَالِك: مالک بن النضر : کنیت ابوالحارث۔ عرب کے سردار

13☆ النَّضْر: نضر بن کِنانہ: اصل نام قیس تھا۔ اپنی مردانہ وجاہت اور جمال کی وجہ سے نضر کہلاتے تھے (۷٦)۔ محققین کے مطابق نضر بن کنانہ کی اولاد قریش کہلاتی ہے۔ بعض احادیث مرفوعہ بھی اس کی مؤید ہیں۔

امام شافعیؒ سے بھی یہی منقول ہے کہ نضر بن کنانہ کی اولاد کا نام قریش ہے(۷۷)۔ علامہ شبلی نعمانیؒ کی تحقیق کے مطابق: جس شخص نے اس خاندان کو قریش کے لقب سے ممتاز کیا، وہ نضر بن کنانہ تھے۔بعض محققین کے نزدیک قریش کا لقب سب سے پہلے فہر کو ملا اور انہی کی اولاد قریشی ہے(۷۸)۔

14 ☆ کِنَانَة: کنانہ بن خزیمہ: جلیل القدر شخصیت، آپ کے علم وفضل کی وجہ سے لوگ ان کے پاس آتے تھے۔ آپ لوگوں کو بتاتے کہ مکہ میں ایک نبی مبعوث ہونے والے ہیں جن کا نام احمد ہوگا اور وہ اللہ تعالیٰ، نیکی، احسان اور مکارم اخلاق کی طرف دعوت دیں گے، پس تم ان کا اتباع کرنا(۷۹)۔

15 ☆ خُزَیْمَة :خزیمہ بن مُدرِکہ: حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا قول ہے: خزیمہ ملت ابراہیمی پر فوت ہوئے تھے(۸۰)۔

16 ☆ مُدْرِکَة: مدرکہ بن اِلیاس: اصل نام عمرو، یہ بھی قول ہے کہ ان کا نام عامر تھا۔ اِلیاس کے اونٹ خرگوش سے بدک کر بھاگ گئے تو عمرو نے تعاقب کر کے ان کو پکڑا تھا۔ الیاس نے اپنے بیٹے سے کہا: انت مدرکة، تم پالینے والے ہو۔اس سے ان کا نام مدرکہ ہوا(۸۱)۔

17 ☆ اِلْیَاس: الیاس بن مُضَر: اہل عرب کے ہاں ان کا بڑا مقام تھا۔لوگ انہیں سید العشیر ۃ کہتے تھے۔ان کے بغیر کسی امر کا فیصلہ نہیں کرتے تھے(۸۲)۔روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا تَسُبُّوا اِلْیَاسَ فَاِنَّهٗ کَانَ مُؤْمِنًا(۸۳)۔الیاس کو برا نہ کہو، وہ مومن تھے۔ الیاس پہلے شخص تھے جو ہدی یعنی قربانی کا جانور بیت اللہ کعبہ لے کر گئے(۸۴)۔

18 ☆ مُضَر : مُضَر بن نِزار: اصل نام عمرو، لقب مُضَر۔ آپ کو ترشی بہت پسند تھی اس لیے مُضَر کے نام سے مشہور ہوئے۔ان کے والد نزار نے تمام سرخ رنگ کی چیزیں یعنی سرخ خیمہ اور دینار وغیرہ تقسیم میں مضر کو دی تھیں اس لیے تاریخ میں ان کا نام مضر الحمراء مشہور ہے۔ایک رائے یہ ہے کہ یہ المضیر ۃ سے ہے جس کا معنی ہے دودھ سے بنی چیز۔ گوری رنگت کی بنا پر آپ کو مُضَر کہا جاتا تھا(۸۵)۔

آپ حکیم ودانا اور نہایت خوش الحان تھے۔سفر میں اونٹوں پر حدی پڑھنا مضر ہی کی ایجاد ہے۔ایک بار اپنے اونٹ سے گر جانے سے ان کا ہاتھ ٹوٹ گیا۔ وہ کہنے لگے: یایداہ! یا یداہ، ہائے میرا ہاتھ ہائے میرا ہاتھ۔ اونٹ چراگاہ سے آ کر ان کے پاس جمع ہونے لگے(۸۶)۔

عبداللہ بن خالدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا تَسُبُّوْا مُضَرَ فَاِنَّهٗ کَانَ قَدْ اَسْلَمَ(۸۷)۔عبید اللہ بن خالدؓ سے مروی ایک دوسری رویت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا

تَسَبُّوْا مُضَرَ فَاِنَّهٗ كَانَ مُسْلِمًا (۸۸) مضر کو برا نہ کہو، وہ مسلمان تھے۔سعید بن میبؒ (م۹۴ھ) سے مرسل مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا تَسَبُّوْا مُضَرَ فَاِنَّهٗ كَانَ عَلَى مِلَّةِ اِبْرَاهِيْم (۸۹)۔

حضرت ابن عباسؓ کا قول ہے: مضر اور ربیعہ کو برا مت کہو کیونکہ وہ دونوں مسلمان تھے(۹۰)۔ قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوریؒ (م۱۹۳۰ء) کی تحقیق کے مطابق بھی مضر دین حنیف پر تھے(۹۱)۔

19 ☆ نِزَار: نزار بن مَعَد، نام خلدان اور کنیت ابو ایاد۔نزار، نزر سے ہے جس کا معنی قلیل کا ہے۔ یہ اپنے زمانہ میں قلیل المثال تھے۔ان کی مثال کم تھی اس لیے ان کا نام نزار ہو گیا تھا۔ایک رائے یہ ہے کہ جب نزار پیدا ہوئے تو ان کی پیشانی پر نور تھا۔ آپ کی ولادت پر آپ کے والد بہت خوش ہوئے، اونٹ ذبح کیے، لوگوں کو کھانے کی دعوت دی اور کہا: **هذا كله نزر لحق هذا المولود**، یہ سب کچھ اس نومولود کے حق میں بہت کم ہے۔ اس لیے آپ کو نزار کہا گیا(۹۲)۔امام احمد بن حنبلؒ (م۲۴۱ھ) کا نسب ان سے ملتا ہے(۹۳)۔

20 ☆ مَعَدّ: یہ بڑے بہادر تھے۔انہوں نے اپنی ساری عمر بنی اسرائیل سے جنگ میں گزار دی اور ان لڑائیوں میں ہر دفعہ فتحیاب رہے۔مَعَدّ کا سلسلہ نسب مشہور ہے۔امام طبریؒ (م۳۱۰ھ) نے نقل کیا ہے کہ بادشاہ بخت نصر کے عہد میں مَعَدّ بن عدنان بارہ برس کے تھے۔اللہ تعالیٰ نے اس عہد کے پیغمبر حضرت ارمیاء کو یہ وحی کیا کہ بخت نصر کو بتائیں کہ ہم نے اسے عرب پر غالب کیا ہے۔حضرت ارمیاء کو یہ بھی وحی کیا گیا کہ آپ مَعَدّ بن عدنان کو اپنے ساتھ براق پر سوار کر لیں تاکہ انہیں کوئی تکلیف نہ پہنچے،اس لیے کہ میں مَعَدّ کی صلب سے ایک ایسا کریم نبی لانے والا ہوں جو خاتم النبیین ہوگا(۹۴)۔

21 ☆ عَدْنَان: عدنان پہلے شخص تھے جنھوں نے سب سے پہلے کعبہ کو غلاف پہنایا تھا۔عدنان لفظ عدن سے مشتق ہے جس کا معنی ہے الامامۃ۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی حفاظت کے لیے ملائکہ مقرر کر رکھے تھے۔ انسانوں اور جنوں کی نظریں آپ پر تھیں۔ وہ آپ کو قتل کرنا چاہتے تھے۔وہ کہتے تھے: اگر ہم نے اس بچے کو چھوڑ دیا اور یہ بڑا ہو گیا تو اس کی صلب سے ایسے شخص کا ظہور ہوگا جو لوگوں کا سردار بنے گا۔ اللہ تعالیٰ نے عدنان کی حفاظت کے لیے ملائکہ کو مامور کر دیا تھا(۹۵)۔ان کا منجانب اللہ محترم ہونا یوں ثابت ہے کہ اس زمانے کے بادشاہ بخت نصر نے جب عرب پر پہلا حملہ کیا تو تب انبیاء حضرت آرمیا اور حضرت برخیا علیہما السلام نے اسے بتا دیا تھا کہ وہ عدنان پر حملہ نہ کرے اور دیگر قبائل پر حملہ کرنے کی اسے منجانب اللہ اجازت ہے۔ بخت نصر نے عدنان کو چھوڑ کر دیگر قبائل پر حملہ کیا تھا(۹۶)۔حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا قول ہے: عدنان، معد، ربیعۃ، خزیمۃ اور اسدیۃ یہ سب ملت ابراہیمی پر تھے۔ ان کا ذکر خیر اور بھلائی کی ساتھ کیا کرو(۹۷)۔

نسب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے علمائے انساب کا اس امر میں اتفاق ہے کہ یہ عدنان تک صحیح اور ثابت شدہ نسب ہے۔اس کی دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی یہاں تک ہی اپنا نسب شمار فرمایا کرتے تھے۔حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے :رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنا نسب بیان فرماتے تو اپنے سلسلۂ نسب کو معد بن عدنان بن ادد سے آگے نہیں بڑھاتے تھے۔ یہاں تک پہنچ کر رک جاتے اور فرماتے: كَذَبَ النَّسَابُوْنَ قَالَ عَزَّ وَ جَلَّ: وَ قُرُوْنًا بَيْنَ ذٰلِكَ كَثِيْرًا (۹۸) نسب ملانے والوں نے غلط بیانی کی۔اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں: اور ان کے درمیان قوموں کی کثیر تعداد گزر چکی ہے۔حضرت ابن عباسؓ کا یہ قول بھی ہے:اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے اوپر اپنے نسب کے بارے میں بتانا چاہتے تو اسے ضرور بتاتے (۹۹)۔ سہیلیؒ (م۵۸۱ھ) نے لکھا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ حدیث حضرت ابن عباسؓ دراصل حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا قول ہے(۱۰۰)۔ایک روایت حضرت عمرو بن العاصؓ سے مروی ہے جس کی اسناد ضعیف ہیں،اس میں یہ بیان ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نضر بن کنانہ تک اپنے سلسلہ نسب کی وضاحت فرمائی۔پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فَمَنْ قَالَ غَيْرَ ذٰلِكَ فَقَدْ كَذَبَ (۱۰۱) اب جس نے اس کے خلاف کہا اس نے جھوٹ بولا۔حضرت عمرؓ کے نزدیک بھی عدنان تک کا نسب شمار کیا جانا درست ہے۔آپ کا یہ قول ہے :ہم عدنان تک نسب شمار کرتے ہیں،اس کے اوپر کیا ہے ہم نہیں جانتے (۱۰۲)۔عروہؒ (م۹۴ھ) کہتے ہیں : ہم کسی کو نہیں جانتے جو معد بن عدنان سے اوپر علم رکھتا ہو۔ابوبکر بن سلیمان بن ابی حثمہؒ جو کہ قریش کے اشعار اور انساب کے بہت بڑے عالم تھے،ان کا قول ہے: کسی شاعر کے شعر اور کسی عالم کے علم میں ہم یہ نہیں پاتے کہ کوئی معد بن عدنان سے اوپر علم رکھتا ہو۔عروہ بن زبیرؓ نے بھی کہا ہے: ہم کسی ایسے شخص کو نہیں جانتے جسے معد بن عدنان سے اوپر نسب کا علم ہو(۱۰۳)۔شعبیؒ (م۱۰۴ھ) کے مطابق عرب نے اپنے انساب میں عدنان کے والد اُدد تک کے نسب کو محفوظ رکھا ہے۔(۱۰۴)۔ امام طبریؒ (م۳۱۰ھ) نے لکھا ہے: ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب کو معد بن عدنان تک بیان کرنے میں علمائے انساب کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔امام طبریؒ نے کبیر تابعی ابوالاسودؒ (م۶۹ھ) کا قول لکھا ہے کہ انہوں نے معد بن عدنان بن ادد تک بیان کرنے کے بعد کہا ہے: اس کے بعد علمائے انساب کا اس میں اختلاف ہے (۱۰۵)۔ امام ابن حزمؒ (م۴۵۶ھ) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب عدنان تک بیان کرنے کے بعد لکھا ہے: یہاں تک کا نسب صحیح ہے جس میں کوئی شک نہیں ہے (۱۰۶)۔ابن اثیرؒ (م۶۰۶ھ) اور ابن جوزیؒ (م۵۹۷ھ) نے بھی بیان کیا ہے: معد بن عدنان تک کے نسب میں علمائے انساب کا کوئی اختلاف نہیں ہے،لیکن اس کے اوپر کے متعلق ان کا بہت زیادہ اختلاف ہے (۱۰۷)۔ حافظ ابن قیمؒ (م۷۵۱ھ) کے مطابق: عدنان تک صحیح علم ہے جس پر تمام علمائے

انساب کا اتفاق ہے اور اس بارے میں ان کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔لیکن عدنان سے اوپر اختلاف ہے۔علمائے انساب کا اس بات پر بھی اتفاق ہے کہ عدنان حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے(۱۰۸)۔

عدنان سے حضرت اسماعیل علیہ السلام تک کے نسب میں علمائے انساب کا شدید اختلاف ہے۔امام ابن حجرؒ(م۸۵۲ھ) لکھتے ہیں: عدنان سے حضرت اسماعیل علیہ السلام تک کا نسب اختلافی ہے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عدنان تک کا نسب متفق علیہ ہے(۱۰۹)۔حافظ ذہبیؒ(م۷۴۸ھ) نے بھی نبوی نسب عدنان تک درج کیا ہے(۱۱۰)۔شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ(م۱۱۷۶ھ) نے لکھا ہے: معد بن عدنان تک نسب متفق علیہ ہے(۱۱۱)۔

مندرجہ بالا دلائل اور تائیدی آثار و اقوال سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب مبارک آپ کے جد امجد عدنان تک متفق علیہ اور ثابت شدہ ہے۔عدنان سے اوپر کی نسبی کڑیوں کو حضرت ابراہیم علیہ السلام یا پھر حضرت آدم علیہ السلام تک ملانے کے حوالے سے شدید اختلاف پایا جاتا ہے۔عدنان سے اوپر کے سلسلہ نسب میں شدید اختلاف اور اس پر اعتماد یا عدم اعتماد کا ذکر کرتے ہوئے ابن سعدؒ(م۲۳۰ھ) کہتے ہیں: **و لو صح ذلك لكان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم اعلم الناس به فالأمر عندنا على الانتها الى معد بن عدنان ثم الامساك عما وراء ذلك الى اسماعيل بن ابراهيم**(۱۱۲) اگر یہ سلسلہ نسب درست ہوتا اور اس میں کوئی غلطی نہ ہوتی تو اس کا علم سب سے بڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہونا چاہیے تھا۔ہمارے نزدیک مَعَدِّ بن عدنان تک سلسلہ نسب درست ہے اور اس سے اوپر عدنان سے لے کر حضرت اسماعیل بن حضرت ابراہیم علیہما السلام تک سلسلہ کے بارے میں ہم خاموشی اختیار کرتے ہیں۔

استاذ ابوزہرہؒ(م۱۹۷۴ھ) نے اس مسئلہ پر بحث کو یوں سمیٹا ہے: تاریخ میں عدنان تک بیس کا نسب محفوظ ہے۔اس پر حضرت ابن عباسؓ کا قول دلیل ہے کہ رسول للہ صلی اللہ علیہ وسلم جب عدنان تک پہنچتے تو خاموش ہو جاتے، پھر آپ فرماتے: **كَذَبَ النَّسَابُوْنَ، قال اللّٰه تعالىٰ: وَ قُرُوْنًا بَيْنَ ذَٰلِكَ كَثِيْرًا**(۱۱۳)۔استاذ ابوزہرہؒ کہتے ہیں: یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عدنان تک نسب کو محفوظ کرنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عدنان سے اوپر کے نسب میں شک ہے اور کوئی صحیح طریق اس تک نہیں پہنچتا بلکہ نسب بیان کرنے والوں سے لوگوں تک پہنچا ہے۔نسب بیان کرنے والے کذب و افتراء سے اپنا دفاع کیا کرتے ہیں۔یہ خبر اس نسب کی سچائی پر دلالت کرتی ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف حق ہی فرماتے ہیں۔آپ صادق اور امین ہیں۔یہی نسب تواتر سے ثابت ہے اور عربوں کے ہاں مشہور ہے۔اس کے علاوہ باقی میں شک ہے(۱۱۴)۔

لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب کو عدنان تک صحیح تسلیم کرنے پر علماء انساب کا اتفاق ہے۔اس کے علاوہ یہ

بات بھی بالاجماع ثابت ہے کہ بلاشبہ عدنان حضرت اسماعیل ذبیح ابن حضرت ابراہیم علیہما السلام کی اولاد میں سے ہیں(۱۱۵)۔

عدنان سے اوپر نسب میں علمائے انساب کے مابین اختلاف کا اندازہ ان دو مثالوں سے کیا جا سکتا ہے جو امام بخاریؒ (م۲۵۶ھ) اور عبدالکریم سمعانیؒ (م۵۶۲ھ) سے لی گئی ہیں۔امام بخاریؒ (م۲۵۶ھ) نے ابن اسحاقؒ (م۱۵۱ھ) کے حوالے سے اپنی کتاب: التاریخ الکبیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلۂ نسب کوعدنان سے اوپر حضرت آدم علیہ السلام تک یہ بیان کیا ہے: **عدنان بن ادد بن المقوم بن تارح بن يشجب بن يعرب بن نابت بن اسمٰعيل بن ابراهيم عليهما السلام بن آزر و هو فى التوراة تارح بن ناحور بن عور بن قلاح بن عابر بن شالخ بن سام بن نوح بن لامك بن مُتوشلخ بن خنوخ بن مهليل بن قنعان بن شيت بن آدم صلى الله عليه وسلم(۱۱۶)۔**

سمعانیؒ (م۵۶۲ھ) نے نقل کیا ہے: حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں : میں نے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **انا محمد بن عبدالله بن عبدالمطلب بن هاشم بن عبد مناف ابن قصى بن كلاب بن مرة بن كعب بن لوى بن غالب بن فهر بن مالك بن النضر بن كنانة بن خزيمة بن مدركة بن الياس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان بن اد بن ادد بن الهميسع بن عابر بن صلح بن نبت بن اسماعيل بن ابراهيم بن ازر بن تارح بن ماخور بن شارغ بن فالغ بن عابر و هو هود النبى صلى الله عليه وسلم ابن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح بن لمك بن متوشلح بن خنوخ و هو ادريس بن ادد بن قينان بن انوش بن شيت بن آدم صلوات الله على الانبياء اجمعين(۱۱۷)۔**

اوپر درج صرف دومثالوں سے اس بات کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ علمائے انساب کے ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلۂ نسب میں عدنان سے اوپر ناموں اور ان کی ترتیب میں اختلاف موجود ہے۔اس پر حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت یا ایک رائے کے مطابق حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا قول بھی اوپر گزر چکا ہے۔اسی لیے علماء نے محتاط انداز اختیار کرتے ہوئے عدنان تک کے نسب کو بیان کیا ہے۔اوپر درج دونوں مثالیں یہ بھی ثابت کرتی ہیں کہ عدنان حضرت اسماعیل ذبیح حضرت ابراہیم علیہما السلام ہی کی اولاد میں سے ہیں اور اس پر اجماع کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔

یہ مسئلہ کہ عدنان سے اوپر حضرت آدم علیہ السلام تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب ملانا چاہیے یا نہیں،اس کی کراہیت پر علماء کا اختلاف ہے۔ابن اسحاقؒ(م۱۵۱ھ)، امام طبریؒ(م۳۱۰ھ) اور امام بخاریؒ(م۲۵۶ھ) وغیرہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب کو حضرت آدم علیہ السلام تک بیان کیا ہے اور اسے

ناپسند نہیں کیا۔البتہ امام مالکؒ (م۱۷۹ھ)ایسا کرنے کو پسند نہیں کرتے تھے۔آپ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جوحضرت آدم علیہ السلام تک اپنا نسب تک بیان کرے تو امام مالکؒ نے اسے ناپسند کیا۔آپ سے پوچھا گیا کہ اگر وہ اپنا نسب حضرت اسماعیل علیہ السلام تک بیان کرے تو امام مالک نے اسے بھی ناپسند کیااور فرمایا: ومن یخبرہ بہ؟یعنی اس بات کی خبر اسے کون دے گا(۱۱۸)۔

عدنان اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے مابین کتنی پشتیں ہیں اس میں علماء کا شدید اختلاف ہے۔ حافظ ذہبیؒ (م۷۴۸ھ) نے لکھا ہے کہ عدنان اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے درمیان نسلوں کی تعداد میں بہت اختلاف ہے۔ اس بارے میں چھ سے لے کر چالیس تک کے مختلف اقوال مروی ہیں(۱۱۹)۔ امام طبریؒ (م۳۱۰ھ) کے مطابق عرب اشعار کو دلیل بناتے ہوئے بعض علمائے عرب نے معد سے حضرت اسماعیل علیہ السلام تک چالیس آباء واجداد کا ذکر کیا ہے(۱۲۰)۔

علمائے اسلام کی کثیر تعداد یہ رائے رکھتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصول میں شامل تمام آباء و امہات توحید پر قائم تھے۔وہ اپنے اعتقاد میں اللہ تعالیٰ کی توحید کے قائل تھے۔ وہ قیامت اور بعثت بعد الموت پر ایمان رکھتے اور ملت حنیفیہ کے احکام کوتسلیم کرتے تھے(۱۲۱)۔

امام فخر الدین رازیؒ (م۶۰۴ھ) کا مسلک ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین اپنے جد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین حنیف پر تھے، جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں زید بن عمرو بن نُفیل اور ان جیسے دیگر افراد تھے۔ امام رازیؒ یہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام آباء واجداد توحید پر قائم تھے۔قرآن مجید کی آیت: وَ تَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِيْنَ (۱۲۲)، یہاں معنی یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ایک ساجد سے دوسرے ساجد کومنتقل ہوتا رہا۔ یوں اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام آباء واجداد مسلمان تھے۔ وہ مشرکین نہیں تھے اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:لم ازل اُنقَل من اصلاب الطاهرين الى ارحام الطاهرات یعنی میں پاکیزہ صلبوں سے پاکیزہ ارحام میں منتقل ہوتا رہا ہوں۔ ہر وہ شخص جو کافر ہے وہ نجس ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ (۱۲۳)۔اس سے یہ لازم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء میں سے کوئی بھی مشرک نہ ہو۔ جہاں تک آزر کا تعلق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ (۱۲۴) تو اس کا جواب یہ ہے کہ لفظ باپ کا اطلاق چچا پر بھی ہوتا ہے، جیسے حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں نے آپ کو کہا: نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَ اِلٰهَ اٰبَائِكَ اِبْرٰهِيْمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ (۱۲۵) ہم آپ کے معبود کی عبادت کریں گے اور آپ کے آباء حضرت ابراہیم

اور حضرت اسماعیل اور حضرت اسحاق علیہم السلام کے معبود کی عبادت کریں گے۔ یہاں انہوں نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو حضرت یعقوب علیہ السلام کا باپ کہا ہے حالانکہ وہ آپ کے چچا تھے۔ اسی طرح امام رازیؒ مزید کئی مثالیں دیتے ہیں (۱۲۶)۔

قرآن مجید کی آیت: وَ تَقَلُّبَکَ فِی السَّاجِدِیْنَ (۱۲۷) کے تحت حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا یہ تفسیری قول منقول ہے: اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک صلب نبی سے دوسرے صلب نبی اور پھر اسی طرح اگلے صلب نبی تک نکالا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی بنایا، یہ معنی ہے التقلب کا، اور الساجدون سے مراد انبیاء کرام علیہم السلام ہیں (۱۲۸)۔ علامہ آلوسیؒ (م ۱۲۷۰ھ) نے قرآن مجید کی آیت: وَ تَقَلُّبَکَ فِی السَّاجِدِیْنَ (۱۲۹) کے تحت لکھا ہے: اس آیت سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین باایمان تھے، جیسا کہ اہل سنت کے بڑے بڑے علماء کی اکثریت یہ موقف رکھتی ہے (۱۳۰)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین ماجدین کے بارے میں ایک مسلک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو زندہ کیا تھا اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے تھے۔ یہ مسلک کثیر ائمہ اور حفاظ حدیث کا ہے۔ وہ اس سلسلہ میں وارد ایک ضعیف حدیث سے استدلال کرتے ہیں، بلکہ ممکن ہے کہ وہ حدیث حسن یا صحیح ہو (۱۳۱)۔ صالحیؒ (م ۹۴۲ھ) نے امام قرطبیؒ (م ۶۷۱ھ) کا قول نقل کیا ہے: و لیس إحیاؤھما و إیمانھما به یمتنع عقلا و لا شرعا (۱۳۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کا زندہ ہونا اور ان دونوں کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا عقلی اور شرعی طور پر ناممکن نہیں ہے۔

قاضی ابن العربیؒ (م ۵۴۳ھ) سے ایسے شخص کے متعلق پوچھا گیا جو یہ کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد جہنمی ہیں، قاضی ابن العربیؒ نے فرمایا: جس نے ایسا کہا وہ ملعون ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالآخِرَةِ وَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا (۱۳۳) یعنی بیشک جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہنچاتے ہیں، ان پر اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں لعنت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے ذلیل کر دینے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ اس سے بڑھ کر کوئی اور اذیت نہیں ہے کہ ایک شخص یہ کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد جہنم میں ہیں (۱۳۴)۔

روزِ قیامت تمام نسب منقطع، سوائے میرے نسب کے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب مبارک روزِ قیامت بھی منقطع نہیں ہوگا بلکہ باقی و جاری رہے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ تمام انسانوں کے نسب قیامت کے روز منقطع ہو جائیں گے۔ حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: كُلُّ نَسَبٍ وَ سَبَبٍ مُنْقَطِعٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلاَّ نَسَبِي وَ سَبَبِي، روزِ قیامت ہر نسب وسبب کٹ جائے گا، البتہ میرا نسب وسبب باقی رہے گا(۱۳۵)۔نسب یعنی جو ولادت کے طریق سے ہو اور سبب یعنی جو مصاہرت کے طریق سے ہو، یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کے طریق سے ہو۔حضرت عمرؓ سے مروی یہ حدیث درج کرنے کے بعد علامہ آلوسیؒ (م ۱۲۷۰ھ) لکھتے ہیں: اسے ایک جماعت نے حضرت مِسْوَر بن مخرمہؓ سے مرفوعاً بیان کیا ہے اور ابن عساکرؒ (م ۵۷۱ھ) نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے بھی نقل کیا ہے۔ پس یہ خبر مقبول ہے۔اسے کوئی شخص رد نہیں کرسکتا سوائے اس کے جس کے دل میں ذرا سی بھی عداوت ہے۔روزِ قیامت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب مومنین کے لیے اصل ہے(۱۳۶)۔لہٰذا دیگر انبیاء کے برخلاف روزِ قیامت امت مسلمہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امتی ہونے سے فائدہ مند ہوگی(۱۳۷)۔

مندرجہ بالا حدیث قرآن مجید کی اس آیت سے متعارض نہیں ہے: فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَلاَ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّ لاَ يَتَسَاءَلُوْنَ (۱۳۸) پس جب صور پھونک دیا جائے گا اس دن نہ تو آپس میں رشتے رہیں گے اور نہ آپس کی پوچھ گچھ۔

بظاہر یہ آیت بتاتی ہے کہ روزِ قیامت تمام انساب منقطع ہو جائیں گے۔اس دن انساب منقطع ہو جانے سے یہ مراد نہیں ہے کہ حقیقی طور پر نسب کی نفی کی جا رہی ہے بلکہ اس روز حکم نسب کی نفی کی جا رہی ہے یعنی اس دن نسب کسی کام نہیں آئے گا ۔متذکرہ بالا حدیث اس آیت کے عموم کی تخصیص کرتی ہے۔اس روز تمام انساب منقطع ہو جائیں گے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب جاری رہے گا۔ ایسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکریم وعزت کے سبب ہے۔یہ حدیث اس پر دلیل ہے اور اس حدیث کا مضمون متعدد احادیث میں روایت کیا گیا ہے۔دنیا کے برعکس روزِ قیامت کسی کا نسب کسی کو کوئی فائدہ نہیں دے گا،سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب کے۔اس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صرف نسب یعنی آپ سے ولادت کا رشتہ ہی نہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مصاہرت یعنی آپ سے سسرالی رشتہ بھی فائدہ مند ہوگا ان تمام انسانوں کے لیے جن کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باذن اللہ شفاعت فرمائیں گے۔

حضرت مِسْوَر بن مَخْرَمہؓ سے روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِنِّي، يَقْبِضُنِي مَا يَقْبِضُهَا، وَ يَبْسُطُنِي مَا يَبْسُطُهَا، وَ اِنَّ الاَنْسَابَ تنقطِع يَوْمَ القِيَامَةِ اِلاَّ نَسَبِي وَ سَبَبِي وَ صَهْرِي(۱۳۹) فاطمہؓ میرے جسم کا ایک ٹکڑا ہے۔ جو چیز اسے ناخوش کرے وہ مجھے بھی ناخوش کرتی ہے اور جو چیز اسے خوش کرے وہ مجھے بھی خوش کرتی ہے۔ قیامت کے دن سب رشتے ناتے ٹوٹ جائیں گے لیکن میرا نسب، میرا

سبب اور میری رشتہ داری نہیں ٹوٹے گی۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سَاَلْتُ رَبِّی عَزَّوَجَلَّ اَنْ لَا اَتَزَوَّجَ اِلَی اَحَدٍ مِنْ اُمَّتِی وَ لَا یَتَزَوَّجُ اِلَیَّ اَحَدٌ مِنْهُمْ اِلاَّ کَانَ مَعِی فِی الْجَنَّةِ فَاَعْطَانِی ذٰلِكَ(۱۴۰)۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ جہاں میرا نکاح ہوا ہے اور جس کا نکاح میرے ساتھ ہوا ہے، وہ سب جنت میں میرے ساتھ رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول فرمائی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب وتعلق کا فیضان امت مسلمہ کو روزِ آخرت میں بھی نصیب ہوگا۔ حضرت ابوسعید خدریؓ نے بیان کیا ہے: میں نے اس منبر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: مَا بَالُ رِجَالٍ یَقُوْلُوْنَ اَنَّ رَحِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ لَا تَنْفَعُ قَوْمَهٗ؟ بَلَی وَاللّٰهِ رَحِمِی مَوْصُوْلَةٌ فِی الدُّنْیَا وَ الآخِرَةِ(۱۴۱) لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتہ داری آپ کی قوم کو فائدہ نہیں دے گی۔ یقیناً، اللہ تعالیٰ کی قسم! میری رشتہ داری دنیا اور آخرت دونوں میں ملی ہوئی ہے۔ اے لوگو! میں تمہارا سامان ہوں، جب تم آؤ گے۔ ایک شخص کہے گا: یا رسول اللہ! میں فلاں بن فلاں ہوں۔ میں جواب دوں گا: ہاں نسب تو میں نے پہچان لیا لیکن تم لوگوں نے میرے بعد بدعتیں ایجاد کیں اور ایڑیوں کے بل مرتد ہوگئے تھے۔

نبوی فرمودات کی روشنی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب مبارک کا حاصل مطالعہ یہ ہے کہ یہ نسب تمام انسانوں کے انساب سے اعلیٰ، ارفع اور افضل ہے۔ نسب نبوی پاکیزہ ترین ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء وامہات ہر قسم کے فعل شنیع سے پاک تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اصلاب طیبین سے ارحام طاہرات کی طرف پاک و صاف منتقل فرماتے رہے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی۔ علمائے اسلام کی اکثریت کا یہ موقف ہے کہ نسب نبوی میں شامل آباء و امہات کی اکثریت عقیدۂ توحید اور دین حنیف پر قائم تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب میں اکیسویں پشت عدنان تک متفق علیہ نسب ہے۔ عدنان سے اوپر سلسلۂ نسب میں اختلاف موجود ہے۔ البتہ عدنان کا حضرت اسماعیل بن حضرت ابراہیم علیہما السلام کی اولاد میں سے ہونا بالاجماع ثابت ہے۔ روزِ قیامت تمام انساب اپنے فائدوں کے اعتبارات سے ختم ہو جائیں گے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب، سبب اور تعلق سے فوائد روزِ قیامت کے دن بھی جاری رہیں گے۔ اس مطالعہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ایک شخص کا اپنا نسب بیان کرنا اور اس پر فخر کرنا سنت نبوی ہے۔

حوالہ جات وحواشی

(۱) النسآء۴:۱
(۲) الحجرات ۴۹:۱۳
(۳) ابن حجر،حافظ احمد بن علی، العسقلانی(م۸۵۲ھ)فتح الباری بشرح صحیح البخاری، کتاب المناقب، دارالمعرفۃ بیروت لبنان ۵۲۷/۶
(۴) محمد بن محمد بن عبدالرزاق الحسینی الملقب بمرتضی، الزبیدی(م۱۲۰۵ھ)، تاج العروس من جواهر القاموس، دار الھدایۃ ۲۶۱/۴
(۵) النسآء۴:۱
(۶) فتح الباری بشرح صحیح البخاری، کتاب المناقب ۵۲۷/۶
(۷) فتح الباری بشرح صحیح البخاری، کتاب المناقب ۵۲۷/۶
(۸) صحیح البخاری، کتاب مناقب النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم،ص ۸۶۷
(۹) حوالہ بالا، کتاب الفرائض، باب من ادعی الی غیر ابیه، ص ۱۶۷۶
(۱۰) ابن حجر،فتح الباری بشرح صحیح البخاری، کتاب المناقب ،۵۲۷/۶
(۱۱) عینی،عمدة القاری، کتاب مناقب النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم،۹۵/۱۶
(۱۲) قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری(م۱۹۳۰ء)،رحمة للعالمین، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور ۲۵/۲
(۱۳) ابن سعد، ابوعبداللہ محمد بن سعد بن منیع (م۲۳۰ھ)،الطبقات الکبریٰ، ذکر امھات رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم، دارصادر بیروت ۶۱/۱
(۱۴) الطبقات الکبریٰ، ذکر امھات رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم۶۱/۱
(۱۵) ابن الجوزی، ابوالفرج عبدالرحمٰن(م۵۹۷ھ)،الوفا باحوال المصطفٰی، المؤسسۃ السعیدیۃ بالریاض ۱۳۵/۱۔
(۱۶) الخصائص الکبریٰ،۹۵/۱
(۱۷) التوبۃ،۹:۱۲۸
(۱۸) الخصائص الکبریٰ۹۶/۱۔المواهب اللدنیة بالمنح المحمدیة ۸۷/۱
(۱۹) الشعراء،۲۶:۲۱۹
(۲۰) دلائل النبوۃ۵۸/۱

(۲۱) ابن سعد،الطبقات الکبیر، ذکر امهات رسول الله صلی الله علیه وسلم، مکتبة الخانجی بالقاهرة ۱۴۲۱ھ/۲۰۰۱م، ۴۶/۱-الخصائص الکبریٰ ۹۳/۱-المواهب اللدنیة بالمنح المحمدیة ۸۶/۱

(۲۲) کاندھلوی، محمد ادریس، سیرۃ مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم، مکتبہ عثمانیہ اندرون جامعہ اشرفیہ لاہور، جلد اوّل، ص ۱۱

(۲۳) النور ۲۴: ۱۶

(۲۴) السیوطی، جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر (م ۹۱۱ھ)،الدر المنثور فی تفسیر بالماثور، مرکز هجر للبحوث والدراسات العربیة والاسلامیة القاهرة ۱۴۲۴ھ/۲۰۰۳م، ۵۹۶/۱۴

(۲۵) حوالہ بالا ۷۷/۸

(۲۶) سیرۃ مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم، ص ۱۲

(۲۷) الترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن سورة الترمذی (م ۲۷۹ھ)، الجامع الصحیح، کتاب المناقب عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه و سلم، باب فی فضل النبی صلی اللّٰہ علیه و سلم، مطبعة مصطفیٰ البابی الحلبی و الاده، القاهرة مصر ۱۳۵۶ھ/۱۹۳۷م، ۵۸۴/۵

(۲۸) الجامع الصحیح، کتاب المناقب عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه و سلم، باب فی فضل النبی صلی اللّٰہ علیه و سلم ۵۸۴/۵

(۲۹) الجامع الصحیح، کتاب المناقب عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه و سلم، باب فی فضل النبی صلی اللّٰہ علیه و سلم ۵۸۳/۵

(۳۰) الخصائص الکبریٰ ۹۳/۱

(۳۱) صحیح البخاری، کتاب الجهاد والسیر، باب دعاء النبی صلی الله علیه وسلم الی الاسلام والنبوة ص: ۷۲۵

(۳۲) البحر الزخار المعروف بمسند البزار

(۳۲) ابن هشام، عبد الملک بن هشام بن ایوب الحمیر ی (م ۲۱۸ھ)، السیرة النبویة، ولادة رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم ورضاعته، اعتزازه صلی اللّٰہ علیه وسلم بقرشیته و استرضاعه فی بنی سعد، داراحیاء التراث الاسلامی بیروت لبنان ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۴م، ۲۰۴/۱

(۳۴) المستدرك علی الصحیحین، تابع کتاب معرفة الصحابة رضی الله عنهم، فضل کافة العرب ۱۶/۵

(۳۵) الطبقات الکبریٰ، ذکر من انتمی الیه رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه و سلم ۲۱/۱

(۳۶) حوالہ بالا ۲۲/۱

(۳۷) حوالہ بالا

(۳۸) ایضاً، ذکر من ارضع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم و تسمیۃ اخوتہ و اخواتہ من الرضاعۃ ۱/۱۱۳

(۳۹) المستدرک علی الصحیحین، کتاب معرفۃ الصحابۃؓ، ذکر بلال بن رباح مؤذن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ، ۳/۴۹۸

(۴۰) المستدرک علی الصحیحین، کتاب التفسیر، تفسیر سورۃ ق ۳/۱۷

(۴۱) الطبری، ابوجعفر محمد بن جریر (م ۳۱۰ھ)، تاریخ الطبری: تاریخ الرسل و الملوک، دار المعارف بمصر القاھرۃ، ۲/۲۶۴ و مابعد

(۴۲) الشوریٰ ۴۲:۲۳۔ فتح الباری بشرح صحیح البخاری، کتاب المناقب ۶/۵۳۱

(۴۳) الطبقات الکبریٰ ۶/۸۴، ۸۵

(۴۴) المستدرک علی الصحیحین، تابع کتاب معرفۃ الصحابۃ رضی اللہ عنھم، ذکر فضائل القبائل، ذکر فضائل قریش ۵/۴

(۴۴) الوفا باحوال المصطفیٰ ۱/۱۳۲۔ الخصائص الکبریٰ ۱/۹۶

(۴۵) صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب مبعث النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ص ۹۴۲

(۴۶) سبل الھُدی و الرشاد فی سیرۃ خیر العباد ۱/۲۸۷ و مابعد

(۴۷) تفصیل ملاحظہ ہو: المستدرک علی الصحیحین، ذکر اسماعیل بن ابراھیم صلوات اللہ علیھا ۲/۶۰۴۔ سبل الھُدی و الرشاد فی سیرۃ خیر العباد ۱/۲۸۹

(۴۸) المواھب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ ۱/۸۹

(۴۹) تاریخ الرسل و الملوک ۲/۲۴۶، ۲۴۷۔ البلازری، احمد بن یحیٰ بن جابر (م ۲۷۹ھ)، کتاب جُمَل من انساب الاشراف ۱/۱۷، ۲۷۔ ابن الاثیر، عزالدین ابوالحسین علی بن ابی المکرّم محمد بن محمد (م ۶۳۰ھ)، الکامل فی التاریخ، دار الکتاب العربی بیروت، لبنان ۲۰۱۲م، ۱/۶۱۳

(۵۰) السہیلی، ابوالقاسم عبد الرحمٰن بن عبد اللہ بن احمد (م ۵۸۱ھ)، الرَّوض الأُنف فی تفسیر السیرۃ النبویۃ لابن ھشام (م ۲۱۳ھ)، دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان ۱/۲۳

(۵۱) سبل الھُدی و الرشاد فی سیرۃ خیر العباد ۱/۲۸۹

(۵۲) حوالہ بالا ۱/۳۱۴

(۵۳) البری، الجوھرۃ فی نسب النبی صلی اللہ علیہ وسلم و اصحابہ العشرۃ، ۱/۲۷

(۵۴) الرَّوض الأُنف ، ۱/۲۴

(۵۵) تاریخ الرسل و الملوک، ۲/۲۵۱۔ البلازری، کتاب جُمَل من انساب الاشراف ۱/۶۵۔ ابن الاثیر، عزالدین

ابوالحسن علی بن ابی الکرم محمد بن محمد بن عبدالکریم (م ۶۰۶ھ)، الکامل فی التاریخ، دارصادر، دار بیروت، بیروت ۱۳۸۵ھ/۱۹۶۵م،۱۶/۲

(۵۶) البلازری، کتاب جُمَل من انساب الاشراف ۶۷/۱

(۵۷) رحمۃ للعالمین ۶۹/۲

(۵۸) تاریخ الرسل و الملوک ۲۵۴/۲

(۵۹) رحمۃ للعالمین ۶۳/۲

(۶۰) شبلی نعمانی، سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۱۷۰/۱

(۶۱) تاریخ الرسل و الملوک ۲۵۴/۲ ومابعد۔کتاب جُمَل من انساب الاشراف ۵۸/۱،۵۹۔الکامل فی التاریخ ۶۲۰/۱۔الرَّوض الأُنف ۲۵/۱۔ سبل الهُدی و الرشاد فی سیرۃ خیر العباد ۳۲۴/۱

(۶۲) رحمۃ للعالمین ۶۱/۲

(۶۳) پیر محمد کرم شاہ، ضیاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۴۲۱/۱، بحوالہ محمد رضا کی کتاب محمد رسول اللہ ص ۱۱

(۶۴) الرَّوض الأُنف ۲۶/۱۔سبل الهُدی و الرشاد فی سیرۃ خیر العباد ۳۲۶/۱

(۶۵) الدحلان، سید احمد بن زینی، السیرۃ النبویۃ، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاهور ۲۰۱۴ء، ۲۵/۱

(۶۶) رحمۃ للعالمین ۶۰/۲،

(۶۷) کتاب جُمَل من انساب الاشراف، ۴۷/۱، ۴۸۔الرَّوض الأُنف، ۲۶/۱۔الوفا باحوال المصطفٰی ۱۲۶/۱ و مابعد۔ سبل الهُدی و الرشاد فی سیرۃ خیر العباد ۳۲۹/۱

(۶۸) الوفا باحوال المصطفٰی ۱۲۷/۱۔سبل الهُدی و الرشاد فی سیرۃ خیر العباد، ۳۳۰/۱

(۶۹) الکامل فی التاریخ ۶۲۶/۱۔الرَّوض الأُنف، ۲۷/۱

(۷۰) سبل الهُدی و الرشاد فی سیرۃ خیر العباد ۳۳۱/۱

(۷۱) حوالہ بالا

(۷۲) الرَّوض الأُنف ۲۸/۱۔ سبل الهُدی و الرشاد فی سیرۃ خیر العباد، ۳۳۴/۱

(۷۳) اِبن حزم، ابومحمد علی بن احمد بن سعید (م ۴۵۶ھ)، جوامع السیرۃ النبویۃ، دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان ۱۴۲۴ھ/۲۰۰۲م، ۱۰/۱

(۷۴) تاریخ الرسل و الملوک ۲۶۲/۲۔الکامل فی التاریخ ۶۲۸/۱۔سبل الهُدی و الرشاد فی سیرۃ خیر العباد ۳۳۲/۱

(۷۵) رحمۃ للعالمین ۵۹/۲

(۷۶) تاریخ الرسل و الملوک ۲/۲۶۵۔الکامل فی التاریخ ۲/۲۷
(۷۷) کاندھلوی،محمد ادریس، سیرۃ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم،مکتبۃ اسلامیۃ اندرون جامعۃ اشرفیۃ لاھور ص۱/۱۸
(۷۸) شبلی نعمانی، سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم،مکتبۃ تعمیر انسانیت اردو بازار لاہور ۱۹۷۵ء، ۱/۱۶۸،۱۶۹
(۷۹) فتح الباری، باب من حث النبی صلی الله علیه وسلم ۶/۵۳۱۔سبل الهُدی و الرشاد فی سیرة خیر العباد ۱/۳۳۸۔الدحلان، السیرة النبویة ۱/۲۱
(۸۰) سبل الهُدی و الرشاد فی سیرة خیر العباد ۱/۳۳۹
(۸۱) تاریخ الرسل و الملوک،۲/۲۶۷
(۸۲) الدحلان،السیرة النبویة ۱/۲۲
(۸۳) الرَّوض الأُنف ،۱/۳۰
(۸۴) حوالہ بالا
(۸۵) حوالہ بالا
(۸۶) کتاب جُمَل من انساب الاشراف،۱/۳۷
(۸۷) فتح الباری بشرح صحیح البخاری، کتاب المناقب ۶/۵۲۹
(۸۸) کتاب جُمَل من انساب الاشراف،۱/۳۷
(۸۹) سبل الهُدی و الرشاد فی سیرة خیر العباد ۱/۳۴۴۔عمدة القاری، کتاب مناقب النبی صلی اللّٰه علیه وسلم ۱۶/۹۴
(۹۰) فتح الباری بشرح صحیح البخاری، کتاب المناقب ۶/۵۲۹
(۹۱) رحمة للعالمین، ۲/۵۷
(۹۲) الصالحی،سبل الهُدی و الرشاد فی سیرة خیر العباد ۱/۳۴۵۔الرَّوض الأُنف ۱/۳۱
(۹۳) رحمة للعالمین ۲/۵۶
(۹۴) تاریخ الرسل و الملوک ۲/۲۷۱
(۹۵) الدحلان،السیرة النبویة ۱/۲۲
(۹۶) سبل الهُدی و الرشاد فی سیرة خیر العباد ۱/۳۴۹
(۹۷) فتح الباری ۶/۵۲۹
(۹۸) الفرقان:۳۸۔الطبقات الکبریٰ ۱/۲۸
(۹۹) الطبقات الکبریٰ ۱/۲۸۔جمهرة النسب ص ۱۷۔کتاب جُمَل من انساب الاشراف ۱/۱۷

(۱۰۰) الرَّوض الأُنف ۳۲/۱

(۱۰۱) فتح الباری، کتاب المناقب ۵۲۹/۶۔الطبقات الکبریٰ، ذکر من انتمی الیه رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه و سلم ۲۳/۱

(۱۰۲) الرَّوض الأُنف ۳۲/۱

(۱۰۳) الجوهرة فی نسب النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم و اصحابه العشرة، ۲۴/۱۔ **الذهبی، الحافظ محمد بن احمد بن عثمان (م۷۴۸ھ)**،السیرة النبویة، **دارالکتب العمیة بیروت لبان ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱م**، ص ۲

(۱۰۴) کتاب جُمَل من انساب الاشراف، ۱/۱۷

(۱۰۵) تاریخ الرسل و الملوك ۲۷۱/۲

(۱۰۶) جوامع السیرة النبویة ۹/۱

(۱۰۷) الکامل فی التاریخ ۶۳۴/۱۔الوفا باحوال المصطفٰی ۱۳۱/۱

(۱۰۸) **ابن قیم الجوزیة، شمس الدین ابی عبدالله محمد بن ابی بکر الزرعی (م۷۵۱ھ)**،زاد المعاد فی هدی خیر العباد، **مؤسسة الرسالة بیروت، مکتبة المنارالاسلامیة الکویت ۱۴۰۴ھ/۱۹۸۴م**، ۷۰/۱

(۱۰۹) فتح الباری بشرح صحیح البخاری، کتاب المناقب ۵۲۸/۶

(۱۱۰) الذهبی،السیرة النبویة ،ص۱

(۱۱۱) **شاہ ولی اللہ محدث دہلوی**، سیرت الرسول صلی اللّٰہ علیه وسلم، **مترجم خلیفہ بن عاقل، دارالاشاعت کراچی**، ص:۱۲

(۱۱۲) **ابن سعد**،الطبقات الکبیر ،۱/۴۰

(۱۱۳) **الفرقان، ۲۵: ۳۸**

(۱۱۴) **ابو زہرة، محمد (م۱۹۷۴ء)**،خاتم النبیین صلی اللّٰہ علیه وسلم، **طبع علی نفقة الشیخ خلیفة بن محمد امیر دولة قطر**، ص:۱۰۸، ۱۰۹

(۱۱۵) جوامع السیرة النبویة ۹/۱۔**الذهبی**، السیرة النبویة،ص۱۔زاد المعاد فی هدی خیر العباد ۷۰/۱

(۱۱۶) **البخاری، محمد بن اسماعیل (م۲۵۶ھ)** کتاب التاریخ الکبیر ، **دارالکتب العلمیة بیروت لبنان ۵/۱ تا ۷**

(۱۱۷) الانساب، ص:۱۳

(۱۱۸) الرَّوض الأُنف ۳۸/۱۔سبل الهُدی و الرشاد فی سیرة خیر العباد ۳۵۳/۱

(۱۱۹) **الذهبی**،السیرة النبویة،ص۱

(۱۲۰) تاریخ الرسل و الملوك ۲۷۴/۲

(۱۲۱) ضیاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۳۹۵/۱، بحوالہ سید محمود الشکری الآلوسی، بلوغ الارب فی معرفة الاحوال ۲۸۲/۲
(۱۲۲) الشعراء ۲۱۹:۲۶
(۱۲۳) التوبة ۲۸:۹
(۱۲۴) الانعام ۷۴:۶
(۱۲۵) البقرة ۱۳۳:۲
(۱۲۶) الفخر الرازی، ضیاء الدین عمر المشتہر بخطیب الری (م۶۰۴ھ)، تفسیر الفخر الرازی، دار الفکر ۱۷۴/۲۴
(۱۲۷) الشعراء ۲۱۹:۲۶
(۱۲۸) ابو المظفر السمعانی، منصور بن محمد بن عبد الجبار (م۴۸۹ھ)، تفسیر القرآن، دار الوطن الریاض ۱۴۱۸ھ/۱۹۹۷م، ۷/۴
(۱۲۹) الشعراء ۲۱۹:۲۶
(۱۳۰) آلوسی، شہاب الدین السید محمود (م۱۲۷۰ھ)، روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی، دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۳۸/۱۹
(۱۳۱) سبل الہُدی و الرشاد فی سیرة خیر العباد ۳۰۳/۱
(۱۳۲) حوالہ بالا
(۱۳۳) الاحزاب ۵۷:۳۳
(۱۳۴) سبل الہُدی و الرشاد فی سیرة خیر العباد ۳۰۶/۱
(۱۳۵) الطبقات الکبری ۴۶۳/۸
(۱۳۶) روح المعانی ۶۵/۱۸
(۱۳۷) المناوی، محمد المدعو بعبد الرؤف، فیض القدیر علی شرح الجامع الصغیر للسیوطی، دار المعرفة بیروت لبنان ۱۳۹۱ھ/۱۹۷۲م، ۳۵/۵، ۳۶
(۱۳۸) المؤمنون ۱۰۱:۲۳
(۱۳۹) مسند الامام احمد بن حنبل، ۳۲۳/۴
(۱۴۰) تفسیر ابن کثیر ۴۹۶/۵
(۱۴۱) ایضاً

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆